وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ

الحمدللہ کہ رسالہ

التطہیر

(فی)

نجاسۃ البیر

از تصنیف لطیف علامہ فہامہ جناب مولانا مولوی حافظ سید

محمد مہدی حسن صاحب شاہجہانپوری مفتی راندیر

باہتمام

مولوی قاری محمد طیب مولوی قاری محمد طاہر صاحبان مالکانِ مطبع

مطبع قاسمی واقع دیوبند ضلع سہارنپور میں طبع ہوا

مقامِ اشاعت راندیر ضلع سورت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد۔ احقر سید مہدی حسن بن سید کاظم حسن حنفی شاہجہانپوری عرض رسا ہے کہ یہ چند سطور اس امر میں ہیں کہ جب کنوئیں میں نجاست گر جائے تو وہ ناپاک ہوتا ہے یا نہیں قاطبۃً حنفیہ کا یہ مسلک ہے کہ جس کنوئیں کا پانی جاری نہ ہو تو وہ نجاست گرنے سے ناپاک ہو جاتا ہے یہ تو ائمہ ثلثہ کا اجماعی مسئلہ ہے کہ قلیل پانی نجاست گرنے سے ناپاک ہو جاتا ہے خواہ رنگ۔ بو۔ مزہ متغیر ہو یا نہ ہو۔ لیکن قلیل وکثیر کی تعریف میں علما کا اختلاف ہوا اس بنا پر پانی کے متعلق بہت سے مسائل میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ حنفیہ نے دہ در دہ کو کثیر سمجھ رکھا ہے اس سے جو کم ہو وہ قلیل میں شمار ہے بشرطیکہ جاری نہو اسمیں اگر نجاست گر جائے تو ناپاک ہو جاتا ہے اسی میں سے کنواں ہے کہ اسمیں اگر نجاست گر جائے تو یہ بھی ناپاک ہو جاتا ہے اسمیں کنوئیں کی گہرائی کا اعتبار نہیں ہے اذا وقعت نجاسۃ لیست بحیوان ولو مخففۃ او قطرۃ بول او دم او ذنب فارۃ لم یشمع فلو شمع ففیہ ما فی الفارۃ فی بیر دون القدر الکثیر علی ما مر ولا عبرۃ بالعمق علی المعتمد او مات فیھا او خارجھا والقی فیھا ولو فارۃ یابسۃ علی المعتمد الا الشہید النظیف والمسلم المغسول اما الکافر فینجسہا مطلقا کسقط حیوان دموی غیر مائی لما مر وانتفخ او تمعط او تفسخ ولو تفسخہ خارجہا ثم وقع فیہا ذکرہ الوالی ینزح کل مائہا الذی کان فیہا وقت الوقوع ذکرہ ابن کمال بعد اخراجہ الا اذا تعذر فان اخرج الحیوان غیر منتفخ ولا متفسخ ولا متمعط فان کان کآدمی وکذا سقط وسخلۃ وجدی واوز کبیر اھ حکاہ (درمختار مختصرا) یہ عبارت فقہی اسکی دلیل ہے کہ حنفیہ کے نزدیک فلاں فلاں چیز نجس گرنے سے کنواں ناپاک ہو جاتا ہے اور اسکے پاک کرنیکے کیا کیا طریقے ہیں اور دلیل اسکی کہ تھوڑا پانی نجاست گرنے سے

ناپاک ہوجاتا ہے یہ ہی۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یبولن احدکم فی الماء الدائم الذی لا یجری ثم یغتسل فیہ رواہ الجماعۃ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ کوئی تم میں سے ٹھیرے ہوئے پانی میں جو بہتا نہیں ہی پیشاب کرے اور پھر غسل اسمیں کرے روایت کیا اس کو اصحاب صحاح ستہ نے کیونکہ جب پیشاب کیا جائیگا تو پانی ناپاک ہو جائیگا اور پھر کبھی غسل کرنے کی نوبت آئیگی تو اسی ناپاک پانی سے غسل کروگے جو ناپاک ہی پس پیشاب ہی نکرنا چاہیئے تاکہ مصیبت ہو اسی لئے منع فرمایا کہ پانی پیشاب کرنے سے ناپاک ہوجاتا ہی۔ دوسری حدیث عن جابر عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہ نہی ان یبال فی الماء الراکد (رواہ مسلم) جابر رضی اللہ عنہ آنحضرت سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے ٹھیرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہی اسکو امام مسلم نے روایت کیا ہی تیسری حدیث عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا شرب الکلب فی اناء احدکم فلیغسلہ سبعا رواہ الشیخان ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کتا تمھارے برتن میں پانی پی لے تو اس برتن کو سات مرتبہ دھوڈالنا چاہیئے اسکو بخاری مسلم نے روایت کیا ہی۔ یہ حدیث بالکل صریح ہے کہ تھوڑے پانی میں نجاست گرنے سے پانی ناپاک ہوجاتا ہے۔ اگرچہ مزہ۔ رنگ۔ بو نہ بدلے کیونکہ جب برتن کو سات مرتبہ دھونے کا حکم فرمایا تو پانی ضرور ناپاک ہوگا اسی بنا پر دوسری حدیث میں اس پانی کے پھینک دینے کا بھی حکم فرمایا ہی۔ قال الحافظ ابن حجر فی فتح الباری وفی الحدیث دلیل علی ان حکم النجاسۃ یتعدی عن محلہا الی ما یجاورہا بشرط کونہ مائعا وعلی تنجیس المائعات اذا وقع فی جزء منہا نجاسۃ وعلی تنجیس الاناء الذی یتصل بالمائع وعلی ان الماء القلیل ینجس بوقوع النجاسۃ فیہ وان لم یتغیر انتہی کلامہ مختصرا اس حدیث نے ان لوگوں کا قول رد کردیا جو یہ کہتے ہیں کہ جب تک بو۔ مزہ۔ رنگ۔ نہ بدلے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ دارقطنی کی روایت میں پانی کے پھینک دینے کا حکم ہی جسکی تصحیح دارقطنی نے کی ہی اذا ولغ الکلب فی اناء احدکم فلیھرقہ ولیغسلہ سبع مرات صحیح اسنادہ حسن ورواتہ کلھم ثقات۔ دوسری روایت ابوہریرہ کی موقوف ہی۔ قال یھراق ویغسل سبع مرات صحیح موقوف اھ گو حنفیہ کے نزدیک تین مرتبہ دھونے سے پاک ہوجاتا ہی لیکن سات مرتبہ والی حدیث

اسلئے پیش کیا ہی کہ ابنائے زمان جنکو غیر مقلدین کہاجاتا ہی وہ بھی تسلیم کرلیں کہ ہاں پانی قلیل نجاست
گرنے سے ناپاک ہوجاتا ہی۔ جو صحیح حدیث سے ثابت ہی جسکی صحت میں اُن کو بھی کلام نہیں۔ تعلیق
مغنی میں مولوی شمس الحق عظیم آبادی فرماتے ہیں۔ فیه دلیل علی وجوب غسل نجاسة
ولوغ الکلب سبع مرات وهذا مذهب الشافعی واحمد وجمهور العلماء وقال ابو حنیفة
یکفی غسله ثلث مرات والحدیث یرد علیه اھ تعجب معلوم ہوتا ہی کہ ابو حنیفہ پر انگلیں نکالی
جاتی ہیں اور کہا جاتا ہی کہ حدیث ان کا رد کرتی ہی مگر ابو حنیفہ سے پہلے خود ابو ہریرہ تین مرتبہ
دھونے کا فتویٰ دیچکے ہیں یہ وہی ابو ہریرہ ہیں جو سات مرتبہ دہونے کی روایت آنحضرت سے
نقل کرتے ہیں جسکو دارقطنی طحاوی وغیرہ نے روایت کیا ہی ثنا محمد بن نوح الجند یسابوری
نا هرون بن اسحق نا ابن فضیل عن عبد الملك عن عطاء عن ابی هریرة انه کان
اذا ولغ الکلب فی الاناء اهراقه وغسله ثلاث مرات اھ یہ تو ابو ہریرہ کا خود عمل
تھا کہ تین مرتبہ دھوتے تھے اسکی اسناد صحیح ہے جسمیں کوئی کلام نہیں دوسری روایت اُن کا حکم اور
فتویٰ ہی ثنا ابوبکر قال حدثنی علی بن حرب نا اسباط بن محمد وثنا ابو بکر النیسابوری
نا سعدان بن نصر ثنا اسحق الازرق قالا ثنا عبد الملك عن عطاء عن ابی هریرة قال
اذا ولغ الکلب فی الاناء فاهرقه ثم اغسله ثلث مرات هذا موقوف ولم یروه هکذا
غیر عبد الملك عن عطاء والله اعلم انتهی۔ اسکی سند بھی صحیح ہے اور امام طحاوی نے بھی
اسکو روایت کیا ہی کیا کوئی عقل والا کہہ سکتا ہی کہ ابو ہریرہ جیسا شخص خود ایک روایت آنحضرت سے
روایت کرے اور پھر خود ہی اُسکے خلاف عمل کرے اور فتوا دے ہرگز نہیں جس سے یہ سمجھ میں
آجاتا ہی کہ جب کلاب کے بارہ میں تشدد کا حکم تھا اُسوقت سات مرتبہ کا حکم تھا اُسکے بعد وہ منسوخ
ہوگیا اور تین مرتبہ دہونے کا حکم باقی رہا جسکو ابو ہریرہ کے عمل و قول نے ظاہر کیا۔ اسی پر ابو حنیفہ
نے عمل کیا۔ پس حدیث مذکور ابو حنیفہ کا رد نہیں کرتی بلکہ جو کہتے ہیں اُنہیں پر رد ہی ممکن
ہے کہ سات مرتبہ کے دھونے کا حکم استحبابی ہو اور تین مرتبہ وجوبی۔ جو لوگ سات مرتبہ والی روایت
نقل کرتے ہیں حکم نسخ اُن کو معلوم نہ ہوا ہو۔ لہذا جب تک احتمال باقی ہے استدلال صحیح نہیں۔
امام طحاوی حدیث ابو ہریرہ کو روایت کرنیکے بعد فرماتے ہیں فلما کان ابو هریرة قد رأی الثلث

تطهر الاناء من ولوغ الكلب فيه وقد روى عن النبي صلى الله عليه وسلم ما ذكرنا ثبت بذلك نسخ السبع لانا نحسن الظن به فلا نتوهم عليه انه يترك ما سمعه من النبي صلى الله عليه وسلم الا الى مثله والا سقطت عدالته فلم يقبل قوله ولا روايته اھ (معانی الآثار) پھر ابن جریج نے عطاء کا فتویٰ بھی تین کے بارہ میں نقل کیا ہے جسکو عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں بسند صحیح روایت کیا ہے لہذا حدیث مذکور سے ابو حنیفہ پر رد کرنا صحیح نہیں۔ غرض حدیث دلالت کرتی ہے کہ تھوڑا پانی نجاست گرنے سے ناپاک ہو جاتا ہے خواہ تین وصفوں میں سے کوئی وصف اسکا بدلے یا نہ بدلے۔ ان کے علاوہ اور بھی حدیثیں ہیں انہیں حدیثوں کی وجہ سے حنفیہ نے اُن احادیث کو جنمیں مطلقاً طہارت کا حکم ہے کثیر پانی پر محمول کیا ہے تاکہ روایات میں آپسمیں تعارض نہ ہو۔ چونکہ مسائل بیر اکثر آثار سلف پر موقوف ہیں اسمیں قیاس رائے کو دخل نہیں اور حنفیہ کے نزدیک کنوئیں جب کثیر کے حکم میں نہوں تو نجاست گرنے سے ناپاک ہو جاتے ہیں، اسی بنا پر اکثری احکام نجاست و طہارت آبار میں آثار سلف پر مبنی کئے ہیں اور اختلاف آثار کی صورت میں وسط کو اختیار ہے۔ بعض آثار یہاں پر ذکر کرتا ہوں حدثنا محمد بن خزيمة قال حدثنا حجاج بن المنهال قال ثنا حماد بن سلمة عن عطاء بن السائب عن ميسرة ان عليا قال في بير وقعت فيها فارة فماتت قال ينزح ماؤها اھ (طحاوی) عن انس عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال في الفارة اذا وقعت في البير فماتت فيها انه ينزح منها عشرون دلوا او ثلاثون هكذا رواه ابو على الحافظ السمرقندي باسناده اھ (عنايه) روى الطحاوى عن ابراهيم النخعي في البير يقع فيها الجرذ والسنور فيموت قال يدلو منه اربعين دلوا قال المغيرة حتى يتغير الماء وعنه ايضا في البير تقع فيها فارة قال ينزح منها دلاء وعن حماد بن ابي سليمان انه قال في دجاجة وقعت في بير فماتت قال ينزح منها قدر اربعين او خمسين ثم يتوضأ منها اھ وعن على في الفارة المقطعة ينزح منها تسعة دلاء وفي غيرها دلوا او دلوان فان كانت ميتة اعظم من ذلك فلينزح من البير ما يذهب الريح رواه عبد الرزاق وروى ابن ابي شيبة في مصنفه عن عطاء اذا وقع الجرذ في البير نزح منها عشرون

دلوا او الجرو الذکر الکبیر من الفارۃ وعن الحسن فی الفارۃ تقع فی البیر قال یستسقی منہا اربعون دلوا وعن یوسف بن ماھک عن ابن عباس فی الفارۃ اربعون اھ (الاختیار) عن معمر قال سألت الزھری عن فارۃ وقعت فی البیر فقال ان اخرجت مکانہا فلا باس وان ماتت فیہا نزحت رواہ عبد الرزاق بسند صحیح اھ (سعایہ)
یہ آثار ہیں اسی طرح اور بھی آثار ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کنوؤں کا حکم تمام جاری پانیوں کا سا نہیں ہے۔ بیر بضاعہ پر قیاس صحیح نہیں کیونکہ اُسکا پانی بساتین میں جاری تھا چنانچہ اپنے محل پر ثابت ہے علاوہ ازیں عبد اللہ ابن الزبیر نے زمزم کے تمام پانی کو نکالنے کا حکم دیا تھا جسوقت اسمیں ایک حبشی گر کر مر گیا تھا چنانچہ طحاوی اور ابن شیبہ نے روایت کیا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کی موت سے کنواں ناپاک ہو جاتا ہے ورنہ تمام پانی کے نکالنے کی کیا ضرورت تھی حدثنا صالح بن عبد الرحمن قال حدثنا سعید بن منصور قال ثنا ھشیم قال ثنا منصور عن عطاء ان حبشیا وقع فی زمزم فمات فامر ابن الزبیر فنزح ماؤھا فجعل الماء لا ینقطع فنظر فاذا عین تجری من قبل الحجر الاسود فقال ابن الزبیر حسبکم انتہی (معانی الآثار) وقال ابو بکر ابن شیبۃ فی مصنفہ حدثنا ھشیم ثنا منصور عن عطاء ان حبشیا الی اخرہ نحوہ اھ قال ابن الہمام فی فتح القدیر وھو سند صحیح کذا فی التعلیق سند اسکی صحیح ہے اسکے راویوں میں کوئی کلام نہیں ہے اور حضرت ابن عباس سے بھی منقول ہے جسکو دار قطنی نے روایت کیا ہے حدثنا عبد اللہ بن محمد بن زیاد نا احمد بن منصور نا محمد بن عبد اللہ الانصاری نا ھشام عن محمد بن سیرین ان زنجیا وقع فی زمزم یعنی مات فامر بہ ابن العباس رضی اللہ عنہ فاخرج وامر بہا ان تنزح قال فغلبتہم عین جاءتہم من الرکن فامر بہا فدست بالقباطی والمطارف حتی نزحوھا انفجرت اھ اسکی سند بھی صحیح ہے اسی اثنا پر دار قطنی جیسا شخص خاموش ہو گیا اگر اثر مذکور میں ذرا بھی کوئی خرابی ہوتی تو ضرور ہی کلام کرتے اور اثر کی صحت کو رد کر دیتے جس سے معلوم ہوا کہ اُنکے نزدیک بھی صحیح ہے پھر رواۃ سب ثقہ ہیں تو کون اسکی صحت میں کلام کر سکتا ہے۔ ہاں مولوی شمس الحق عظیم آبادی نے دار قطنی کے حاشیہ میں بیہقی کی معرفت

السنن سے نقل کیا ہے کہ اثر مذکور جہت سند سے صحیح نہیں ہے اور محمد بن سیرین کی ابن عباس
سے ملاقات بھی نہیں اور نہ سماعت ہے۔ وھذا الاثر لا یصح من جھة السند قال البیھقی
فی معرفة السنن و الآثار روایة ابن سیرین عن ابن عباس مرسل لم یلقه ولا سمع
منه وانما ھو بلاغ بلغه انتھی (التعلیق المغنی ط۱) مگر اس زیادتی کو حافظ ابن حجر نے
درایہ میں نقل نہیں کیا کہ ابن سیرین کی ابن عباس سے نہ تو ملاقات ہے نہ سماعت صرف بیہقی کا یہ
قول نقل کیا ہے۔ قال البیھقی ابن سیرین عن ابن عباس منقطع اھ اگر یہ زیادتی ہوتی
تو حافظ ضرور نقل کرتے درایہ کی عبارت یہ ہے وروی عن ابن عباس وابن الزبیر انھما افتیا
بنزح ماء البیر کلھا حین مات زنجی فی بیر زمزم الدارقطنی من طریق ابن سیرین
ان زنجیا وقع فی بیر زمزم فامر به ابن عباس فاخرج اھ قال البیھقی ابن سیرین
عن ابن عباس منقطع اھ اسی بنا پر علامہ نیموی تعلیق حسن میں فرماتے ہیں کہ میرے پاس
جو معرفة السنن کے دو صحیح نسخے ہیں اُن میں بھی یہ عبارت نہیں ہے وتبعه فی ذلك من تبعه
وانی لم اجد ھذه الزیادة فی النسختین الصحیحتین من المعرفة واللہ اعلم لیکن
یہ کہنا بھی بیہقی کا صحیح نہیں ہے کہ اسمیں انقطاع ہے اور ابن سیرین کی ابن عباس سے ملاقات نہیں
ہوئی ابن عباس سے اُن کی ملاقات بھی ہوئی اور سماعت بھی ثابت ہے حافظ ذہبی نے طبقات
الحفاظ میں ابن سیرین کے ترجمہ میں تصریح کی ہے کہ ابن عباس سے انکی سماعت ہے، عبارت یہ ہے قال
سمع محمد اباھریرة وعمران بن حصین وابن عباس وابن عمر وطائفة انتھی
پس ثابت ہو گیا کہ سماع ابن سیرین کا ابن عباس سے ہے علاوہ ازیں اگر حافظ ذہبی تصریح
نہ بھی کرتے جب بھی سماع کے ثابت ہونیکو کوئی مانع نہ تھا کیونکہ ابن عباس کی وفات کے وقت
ابن سیرین کی عمر پینتیس سال کی تھی پھر سماع سے کون مانع تھا علامہ نیموی فرماتے ہیں قلت الاثر
صحیح واسناده متصل وما زعموا من انه مرسل فلیس بصحیح لان محمد بن
سیرین کان حین وفات ابن عباس شابا ابن خمس وثلثین سنة او نحو ذلك
فما المانع له من ان یسمع منه ومع ذلك فقد صرح بسماعه الحافظ الذھبی
فی طبقات الحفاظ فی ترجمة ابن سیرین قال سمع محمد اباھریرة وعمران بن حصین

وابن عباس وابن عمر وطائفۃ انتھی پس جو لوگ بغیر تحقیق کے دوسروں کے قول پر اعتماد کر کے عدم صحت اور انقطاع کا حکم لگاتے ہیں ان کا قول غلط ہے چنانچہ ثابت ہو گیا لہذا فتاوی نذیریہ میں اس اثر کے متعلق جو مولوی ابو محمد عبد الحق اعظم گڈھی نے یہ کہا ہے کہ وایں فتوی مخدوش بچند وجوہ اول آنکہ سند ایں فتوی ضعیف است اھ غلط ہے ضعیف نہیں ہے بلکہ صحیح ہے چنانچہ ثابت ہو گیا۔ دلیل میں عبارت درایہ کی نقل کی تھی جسکے ماخذ کا حال معلوم ہو گیا لہذا دلیل غلط ہو گئی پس مبنی بھی ہباءً منثورا ہو گیا اسکے بعد فرماتے ہیں۔ بعد ازیں اثر چند طرق ذکر کردہ ہمہ را ضعیف گفتہ اھ۔ تعجب ہے کہ میدان تحقیق میں دوسرے کا مقلد ہو جانا اور اسکے کہے پر چلنا انصاف کا خون کرنا ہے۔ حضرات ایک اور تیسرا طریق صحیح آپکے سامنے پیش کرتا ہوں جسکو بیہقی نے تعلیق حسن میں معرفۃ السنن میں نقل کیا ہے اخبرنا ابو نصر بن قتادۃ قال اخبرنا ابو عمرو بن مطر قال حدثنا ابو خلیفۃ قال حدثنا القعنبی قال حدثنا ابن لھیعۃ عن عمرو بن دینار ان زنجیا وقع فی زمزم فمات فامر بہ ابن عباس فاخرج فسد عیونھا فنزحت اھ اسکو روایت کرنیکے بعد امام بیہقی کہتے ہیں کہ اسمیں ابن لہیعہ راوی ہیں جو قابل احتجاج نہیں قال لا یحتج بہ اھ مگر انصاف کو چھوڑ کر انسان جو چاہے کر سکتا ہے۔ اس روایت میں کوئی خرابی نہیں تھی جو ابن لہیعہ کے عدم احتجاج کو پیش کر کے چاند پر خاک ڈالی ہے اول تو ابن لہیعہ کی توثیق امام احمد نے کی ہے چنانچہ بنایہ میں ہے اور امام مالک نے کی ہے چنانچہ زرقانی نے شرح موطا میں بیان کیا ہے۔ دوسرے یہ بھی نہو تو ان کی حدیث درجہ حسن سے گری ہوئی نہیں ہے چنانچہ ترمذی وغیرہ سے ظاہر ہے تیسرے تحقیق یہ ہے کہ سند مذکور صحیح ہے اور بیہقی کا یہ اعلال صحیح نہیں اسلئے کہ قعنبی ابن لہیعہ کے ان شاگردوں میں سے ہیں جنہوں نے ابن لہیعہ کی احتراق کتب سے پہلے سماعت کی ہوئی ہے چنانچہ حافظ ذہبی میزان الاعتدال میں فرماتے ہیں کان اصحابنا یقولون سماع من سمع منہ قبل احتراق کتبہ مثل العبادلۃ عبد اللہ بن وھب وابن المبارک وعبد اللہ بن یزید المقری وعبد اللہ بن مسلمۃ القعنبی فسماعھم صحیح انتھی اسکی طرف حافظ ابن حجر نے تقریب میں اس عبارت سے اشارہ کیا ہے صدوق من السابعۃ خلط بعد احتراق کتبہ انتھی پس جن حضرات نے اختلاط سے پہلے سنا ہے ان کا سماع صحیح اور حدیث معتبر ہے چنانچہ اصول حدیث

میں منتج ہو چکا لہذا طریق مذکور صحیح ہے کیونکہ شعبی شاگردانِ قدیم میں سے ہیں پس طریق مذکور کو ضعیف کہنا ضعیفوں کا کام ہے۔ چوتھے اگر بالفرض والمحال اسکو ضعیف تسلیم کریں تو بھی مضر نہیں کیونکہ پہلے دونوں طریق بالکل صحیح ہیں اور اسکی اُن دونوں سے تقویت و تائید ہوگی۔ چوتھا طریق قتادہ کا ہے جسمیں سوائے ارسال کے اور کوئی علت نہیں ہے جسکو ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں روایت کیا ہے حدثنا عباد بن العوام عن سعید بن ابی عروبة عن قتادة عن ابن عباس ان زنجیا وقع فی زمزم فمات فانزل الیه رجلا فاخرجه ثم قال انزحوا ما فیها من ماء ۱ھ امام بیہقی معرفة السنن میں فرماتے ہیں قتادة عن ابن عباس مرسل ۱ھ لیکن ارسال حنفیہ کے خلاف نہیں کیونکہ مرسل اُن کے نزدیک حجت ہے۔ اور اُن متصلات ثلاثہ سے اسکی اور تقویت ہو جائیگی۔ ایک طریق جابر جعفی کا ہے جو ضعیف ہے مگر بعض کو بعض کے ساتھ ملکر قوت حاصل ہو جائے گی اور ضعف منجبر ہو جائے گا پس حافظ ابن حجر کا یہ کہنا کہ تمام طرق ضعیف ہیں اگر یہ کہنا باعتبار انفراد ہو تو ضعیف ہے چنانچہ ظاہر ہو گیا۔ پس ان روایات سے ثابت ہو گیا کہ اگر بیر میں آدمی یا کتا یا بکری وغیرہ گر کر مر جائے تو پانی ناپاک ہو جاتا ہے یہی حنفیہ کا مذہب ہے یہیں سے اب سمجھہ لیا جاتا ہے کہ الماء طهور لا ینجسه شیء والی روایت جسکو ابن عباس مرفوعاً روایت کرتے ہیں آب جاری پر محمول ہے ورنہ ابن عباس کبھی بھی اپنے مروی کے خلاف عمل و حکم کر نہیں سکتے اسکو تطبیق کہتے ہیں کہ سب پر عمل ہو جائے اسکے بعد اعظم گڈھی صاحب فتاوی نذیریہ میں فرماتے ہیں۔ دوم آنکہ اگر تسلیم کردہ شود کہ سند ایں فتوی صحیح است تاہم از و احتجاج صحیح نیست زیرا کہ قولِ صحابی حجت نیست۔ یہ ایسی بات ہے اور ایسے شخص سے صادر ہوئی ہے جس نے کتب اصول کو نہیں دیکھا اور نہ کتب حنفیہ کا مطالعہ کیا ہے قاطبۃً تمام کتب اصول میں مصرح ہے کہ قول صحابی جسمیں رائے اور اجتہاد کو دخل نہیں وہ حدیث مرفوع حکمی ہے اور حجت ہے اور ظاہر ہے کہ طہارت و نجاست شیء مما لا مجال فیه للاجتہاد ہے پس ابن عباس اور ابن زبیر کا حبشی کے مرنے سے چاہ زمزم پر ناپاک ہونے کا حکم لگا کر تمام پانی کو نکلوانا حدیث مرفوع ہے جو حجت ہے پس مطلقاً یہ کہنا کہ قولِ صحابی حجت نہیں غلط

علاوہ ازیں خود ہی فتح القدیر سے نقل کیا ہی کہ قول الصحابی حجۃ یجب تقلیدہ عندنا مالم ینفہ شیٔ اٰخر من السنۃ اھ تو کیسے یہ مطلقاً صحیح ہو سکتا ہی کہ قول صحابی حجت نہیں ہی۔ یہاں کوئی حدیث اُسکے معارض نہیں احادیث مرفوعہ آب کثیر پر محمول اور یہ آب قلیل پر جو کنوؤں میں ہوتا ہی لہذا التعارض نہیں ہی اور حافظ ابن ہمام کا قول صحیح ہے اس بحث کے واسطے شرح نخبۃ الفکر اور تدریب الراوی اور کتاب المحصول امام رازی وغیرہ کا مطالعہ کرنا چاہیئے تاکہ حقیقت حال ظاہر ہو دھوکہ دینے سے علمیت ظاہر نہیں ہوتی۔ اسکے بعد فرماتے

ہیں سوم آنکہ اگر ایں ہم تسلیم کردہ شود کہ قول صحابی حجت ست تاہم احتجاج ازیں فتوی صحیح

نیست زیرا کہ منافی ایں فتوی حدیث مرفوع صحیح ست چنانکہ گذشت و ہر قول صحابی کہ خلاف

حدیث مرفوع باشد قابل احتجاج نمی شود و ایں نزد حنفیہ ہم مسلم ست چنانچہ در فتح القدیر تصریح آں

است اھ اسکا جواب عرض کر چکا ہوں کہ حدیث نافی نہیں ہے دونوں کے محمل علٰحدہ علٰحدہ ہیں تعارض اور عدم امکان کی صورت میں قول صحابی کو چھوڑ دیا جائیگا اور جب جمع و تطبیق اور دونوں پر عمل ممکن ہی تو چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ حنفیہ کا مسلک بھی صحیح ہے۔ اور یہ صورت اُن کے مخالف بھی نہیں۔ اسکے بعد فرماتے ہیں۔ حاصل آنکہ

فتوی ابن عباسؓ ابن الزبیر ہرگز قابل احتجاج نیست بوجوہ مذکورہ بالا پس آں حکم

کہ از ہدایہ نقل شدہ قابل تسلیم نخواہد شد۔ اھ یہ صرف دعوی ہے کہ قابل احتجاج نہیں جسپر کوئی دلیل نہیں۔ وجوہ مذکورہ کا جواب بحسب قواعد و اصول معلوم ہو چکا لہذا حکم ہدایہ صحیح اور ضرور قابل تسلیم ہے۔ ہاں جو معاند و مکابر ہوگا اُسکے نزدیک بیشک مسلم نہیں۔ پھر اسکے

بعد فرماتے ہیں۔ و عجب ست ازیں حضرات احناف کہ ایں جا بر آب ایں چاہ حکم نجاست

کنند و جائے دیگر بر ہمیں آب حکم طہارت کنند کہ از آب ایں چاہ بر جا پلیدیست اھ اسپر نجاست کا حکم لگانیکے واسطے دلیل ہی چنانچہ آثار گذرے اور دوسری جگہ طہارت کا حکم ہونیکا سبب دوسرا ہے۔ جسکو آپنے نہیں سمجھا اور اعتراض کرنے لگے زیادہ عجب تو آپکی عدم فہم پر ہی کہ دونوں کو ایک کر دیا۔ حالانکہ دونوں میں فرق ظاہر ہے یہ آب قلیل اور دوسرا آب کثیر ہے۔ فرماتے ہیں۔ چنانچہ گویند کہ اگر بر سطح مکان گندگی باشد و بر آں بارش شود

پس میزاب جاری شود اگر آں نجاست نزد میزاب باشد وہمہ یا اکثر آں یا نصف آں ملاقی نجاست شود پس آں نجس ست ورنہ طاہر ست و اگر نجاست بر سطح مکان در مواضع متفرق باشد و بر سر میزاب نباشد آں آب نجس نخواہد شد چنانچہ در عالمگیری مرقوم ست ۱۲

چونکہ پہلی صورت میں تمام پانی نجاست سے ملکر پرنالے سے نکلتا ہے اسلئے ناپاک ہے اور دوسری صورت میں پانی جاری ہے برسات ہو رہی ہے پرنالے کے پاس نجاست نہیں ہے لہذا جاری ہونے کی وجہ سے طہارت کا حکم ہے دونوں صورتوں میں آپس میں فرق ظاہر ہے اسی طرح کنوؤں کے مسئلے میں اور ان صورتوں میں فرق ظاہر پہلا پانی جاری کے حکم میں نہیں اور دوسرا چھت والا جاری ہے اور پرنالے میں سے نجس ہوکر گرتا ہے ناپاک ہے۔ ہاں یہاں سے بہکر نہر و دریا میں یا نالیوں میں برسات ہوتے وقت جاری رہے تو پھر اسکو پاکی کا حکم دیدیا جاویگا۔ پس عالمگیری کی عبارت پیش کرنے سے آپ پر عجب اور بڑھ گیا کہ آپ سمجھے ہی نہیں کہ اسکا مطلب کیا ہے اور اسکو مسئلہ و فتوی متنازع فیہا سے کوئی تعلق نہیں صرف وہم ہے۔ ابن عیینہ کا یہ کہنا کہ میں ستر برس تک مکہ میں رہا مگر میں نے کسی چھوٹے بڑے کو نہیں سنا ہے کہ وہ واقعہ زنجی کو بیان کرتا ہو اور کہتا ہو کہ زمزم کا پانی کسی وقت نکالا گیا تھا جسکو بیہقی نے روایت کیا ہے۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ واقعہ زنجی اور ابن عیینہ کے درمیان تقریباً ڈیڑھ سو سال کا فاصلہ ہے اگر ان کو علم نہ ہوا تو اس سے یہ لازم نہیں کہ واقعہ ہوا ہی نہیں۔ پس ان کے اعتبار سے اس شخص کی خبر کا زیادہ اعتبار ہوگا جس نے اس زمانہ کو پایا اور اس واقعہ کو دیکھا ہے۔ اسی طرح امام شافعی کے قول کا حال ہے۔ پس یہیں سے بیہقی اور صاحب تعلیق مغنی اور مولوی عبد الرحمن مبارکپوری وغیرہم کا قول رد ہو گیا جسپر ان کو ناز ہے کہ امام شافعی و ابن عیینہ نے فتوی مذکور کو مخدوش کر دیا ہے۔ امام بیہقی نے اتنی کوشش کی مگر پھر بھی اثر ابن زبیر میں کوئی علت نہ نکال سکے اور خاموش رہنا ہو واللہ اعلم بالصواب والحمد للہ اولا و آخرا وصلے اللہ علی النبی والہ وصحبہ اجمعین ⁂

(از چیر مین وقف فنڈ حاجی یوسف محمد سلیمان راندیر ضلع سورت) سید مہدی حسن غفر لہ

محررۂ ذیل بعض رسالجات

ذیل کے پتہ سے مفت مل سکتے ہیں

درخواست کے ساتھ محصولڈاک کیلئے ٹکٹ روانہ کرنے ضرور ہیں

الصارم المسلول - بصائر الابتداء - توضیحات - ضربۃ الصمصام - راندیر کے مناظرہ کا حشر - رفع الارتیاب - التحقیق التام - الشمیم الحیدری - تبس القرین - مفید القاری - اظہار الصواب - کشف الغمہ - توضیح البرہان -

ملنے کا پتہ :- (مولوی) سید محمد مہدی حسن مفتی راندیر ضلع سورت

نور الایضاح

نور الایضاح فقہ کی مشہور کتاب ہے جسکی خدمت سے آجتک ہندوستان کے تمام مطابع محروم رہے اسکی عظمت وشان اس سے معلوم ہو سکتی ہے کہ مراقی الفلاح اور طحطاوی جیسی مستند شروح اسکی کی گئیں - منیۃ المصلی آجتک مدارس میں متداول ہے مگر اس میں اقوال مختلف فیہا اور روایات متعارضہ کا اجتماع ہے جس سے مبتدی تو بجائے خود اوسط درجہ کی استعداد رکھنے والے بھی بسا اوقات کسی خاص صورت کو معمول بہا قرار نہ دیسکتے تھے الحمد للہ کہ اس ضرورت کو نور الایضاح نے پورا کر دیا - اس سے قبل کئی مرتبہ مطبع قاسمی دیوبند نے طبع کر کے ۲۰×۲۶ سائز پر بقیمت ۸ر فروخت کی اب بعد نظر ثانی واضافہ حواشی جدیدہ مولانا مولوی حافظ محمد اعزاز علی صاحب مدرس دار العلوم دیوبند ۲۲×۲۹ سائز پر طبع ہوئی ہے -

قیمت ۶ر

ملنے کا پتہ (مولوی) سید محمد ادریس حسن سکروڈھوی دار العلوم دیوبند